صدق و سچائی

(اردو پوسٹ

انسانی معاشرے کا گوہر نایاب۔ اہمیت، فضیلت اور ضرورت

اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرے کو جن خطوط پر چلنے کا حکم دیا ہے ان میں سے ایک صدق بھی ہے۔ صدق و سچائی اللہ تعالی، انبیاء کرام علیہم السلام، بالخصوص خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، ملائکہ، اولیاء و صلحاء اور ہر منصف مزاج سلیم الفطرت شخص کا درجہ بدرجہ مشترکہ وصف ہے۔ اپنی اہمیت کے حوالے سے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہر انسان خواہ وہ مومن ہو یا کافر، مسلم ہو یا غیر مسلم، نیک ہو یا بد، حاکم ہو یا رعایا، افسر ہو یا ملازم، قائد ہو یا کارکن، استاد ہو یا شاگرد، پیر ہو یا مرید، امیر ہو یا غریب، اپنا ہو یا پرایا، والدین ہوں یا اولاد الغرض زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

انسانی معاشرے کا امن و سکون، راحت و چین اور اس کی تعمیر و ترقی کی بنیاد صدق پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں اس کو اپنانے کی بہت تاکید آئی ہے، قرآن و سنت کی تعلیمات میں اس کی فضیلت اور ضرورت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب قرآن کریم کے متعدد مقامات پر صدق و سچائی، سچ بولنے والے مرد و عورت کی فضیلت، صادقین کا مصداق، آخرت میں صادقین کے انعام و اکرام، ان کے مقام و مرتبہ، مخلوق میں مقبولیت اور سب سے بڑھ خالق کے ہاں ان کی محبوبیت کا تذکرہ موجود ہے۔ قرآن و سنت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق کا مفہوم بہت وسیع ہے یہ صرف قول کی سچائی میں منحصر نہیں بلکہ قول کے ساتھ ساتھ فعل اور اعتقاد میں بھی سچائی کو شامل ہے۔ چند آیات قرآنیہ کا مفہوم پیش خدمت ہے :

سورۃ النساء آیت نمبر 69 میں ان چار طبقات کا خصوصی طور پر تذکرہ موجود ہے جن کو اللہ نے خود انعام یافتہ قرار دیا، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: جو شخص اللہ کی اطاعت کرے گا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا تو وہ (آخرت میں) ان کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ ہیں۔

سورۃالمائدہ آیت نمبر 119 میں صادقین کو روز قیامت صدق کی وجہ سے جنت ملنے کاتذکرہ موجود ہے: آج (قیامت) کے دن صادقین کو ان کا صدق نفع اور فائدہ دے گا ان کے لیے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس خلد بریں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

سورۃالتوبۃ آیت نمبر 119 میں صادقین کی معیت میں رہنے کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین سے ساتھ رہو۔

سورۃالاحزاب کی آیت نمبر 22 تا 24 میں قول وقرار کے سچے لوگوں کی مدح وتوصیف بیان کرتے ہوئے کہا گیا: اور جب اہل ایمان نے فوجوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا بالکل سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے، ان کے ایمان اور اطاعت میں مزید پختگی آئی۔ ایمان والوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کیے ہوئے اپنے عہد کو سچ کر دکھلایا جبکہ کچھ ان میں پورا کر چکے اور کچھ ابھی انتظار میں ہیں اور ذرہ برابر بھی تبدیل نہیں ہوئے۔ تاکہ اللہ صادقین کو ان کے صدق کی وجہ سے جزا وانعام عطا کرے۔

سورۃالاحزاب کی آیت نمبر 35 میں صدق وسچائی اور بعض دیگر صفات سے متصف مرد وعورت کی جزاء وانعام کاتذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا: اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کو مقرر کر دیا ہے۔

سورۃالحجرات آیت نمبر 15 اور سورۃالحشر آیت نمبر 8 میں صادقین کا مصداق ذکر کیا گیا ہے دونوں آیات مبارکہ کا مشترکہ طور پر خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ صادقین وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، دین اسلام پر شکوک وشبہات نہ کرے، اپنی جان ومال کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دے، اللہ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے کام کرے اور جب کبھی وقت پڑے تو اللہ اور اس کے رسول کے دین کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی ممکن نصرت وکوشش کرے۔

فرامین خدا کی طرح فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی صدق کے بہت سے فضائل ومناقب مذکور ہیں: اسے دل کا اطمینان، دنیوی واخروی نجات کا وسیلہ، حصول جنت کا سبب، خدا کی خوشنودی ورضا کا باعث، مال میں برکت اور خیر کا ذریعہ جبکہ شرمندگی، ندامت، پچھتاوے، ہلاکت اور جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے اوپر صدق لازم ہے کیونکہ وہ نیک اعمال میں سے ایک عمل ہے اور وہ دونوں یعنی صدق اور نیک عمل جنت میں داخلے کا سبب ہے اور تم جھوٹ سے بچو کیونکہ یہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور وہ دونوں یعنی جھوٹ اور گناہ دونوں جہنم میں داخلے کا سبب ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدق ایسا عمل ہے جو نیکی کی راہ پر چلاتا ہے اور نیکی والا راستہ سیدھا جنت جاتا ہے اور بے شک آدمی سچ بولتا رہتا ہے بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ''صدیق'' بن جاتا ہے۔ اور جھوٹ ایسا عمل ہے جو برائی کی راہ پر چلاتا ہے اور برائی والا راستہ سیدھا جہنم جاتا ہے اور بے شک جب کوئی آدمی جھوٹ کی عادت ڈال لیتا ہے وہ جھوٹ بولتا رہتا ہے بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ''کذاب'' لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ ! کوئی ایسا عمل بتلائیں جس کی وجہ سے جنت مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدق۔ کیونکہ صدق کو اختیار کرنے والا شخص نیک ہے اور نیکی کرنے والا پر امن ہے اور پر امن رہنے والا جنت میں داخل ہو گا۔ اس شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ ! ایسے عمل کی نشان دہی بھی فرمادیں جس کی وجہ سے انسان مستحق دوزخ بنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جھوٹ۔ کیونکہ جھوٹا شخص گناہگار ہے اور گناہ کرنے والا نافرمان ہے اور نافرمانی کرنے والا جہنم جائے گا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے 6 چیزوں کی تم ضمانت دے دو، جنت کی ضمانت میں تمہیں دیتا ہوں۔ جب بولو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو، امانت ادا کرو، شرم گاہوں کی حفاظت کرو، نگاہوں کو غیر محرم سے بچاؤ اور ظلم سے اپنے آپ کو روک کے رکھو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب چار عادات تمہارے اندر پیدا ہو جائیں تو دنیا کی پریشانیاں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ وہ چار عادات یہ ہیں: امانت داری، صدق، حسن خلق اور حلال رزق۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد ہے کہ صدق باعث اطمینان ہے جبکہ کذب باعث بے قراری ہے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید وفروخت کرنے والوں کو اس وقت تک معاملہ ختم کرنے کا اختیار ہے جب تک وہ دونوں جدا نہ ہو جائیں اگر ان دونوں نے اس چیز کے بارے سچ بولا اور اس چیز کی حقیقت صحیح صحیح بیان کر دی یعنی اگر کوئی عیب وغیرہ تھا بھی سہی تو وہ بتلا دیا تو ان کی خرید وفروخت میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ جھوٹ سے کام لیں تو اس چیز سے برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت حکیم لقمان سے پوچھا گیا کہ آپ کو فضل وکمال اور عظیم الشان مرتبہ کیسے ملا؟ انہوں جواب دیا کہ قول وقرار میں صدق وسچائی، امانت داری اور فضول کاموں اور لایعنی وبے کار باتوں سے اپنے آپ کو بچانے کی وجہ سے حاصل ہوا۔

ایک علمی نکتہ:

قرآن وسنت میں صادق، صدوق اور صدیق کے الفاظ موجود ہیں ان کے معنٰی اور مفہوم میں فرق ہے وہ اس طرح کہ سچے شخص کو ''صادق''، بہت سچے کو ''صدوق'' جبکہ بہت ہی زیادہ سچے کو ''صدیق'' کہا جاتا ہے۔

لمحہ فکریہ!

آج کل جھوٹ ایک فیشن بن چکا ہے، جو جس قدر جھوٹا اور فراڈ کرنے والا ہوتا ہے لوگ اسے اتنا ہی سمجھ دار سمجھتے ہیں۔ معاشرے سے صدق وسچائی کی اہمیت کم جبکہ جھوٹ کی زیادہ ہو رہی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس گناہ کا احساس مر چکا ہے۔ حالانکہ یہ ایسا عمل ہے جس سے پورا معاشرہ بے سکونی اور رزق کی تنگی میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ جھوٹ بولنا رزق کو کم کر دینا ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے جھوٹ چہرے کو بے رونق کر دیتا ہے، ایک حدیث میں تو جھوٹ بولنے کو منافق کی علامت قرار دیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ لوگ جھوٹ بولنے کو عام معمول کی بات سمجھنے لگے ہیں، اسٹیج ڈراموں، میلوں ٹھیلوں اور مختلف تقریبات میں جھوٹ کو ضروری تصور کر لیا گیا ہے۔ حالانکہ ایک حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولے تو اس کے لیے ہلاکت ہو اس کے لیے ہلاکت ہو۔

ایک زمانہ تھا لوگ قصہ گوئی کرنے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیتے لیکن اب تو بات بات پر جھوٹ کو بے دھڑک بولا جا رہا ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی بندہ لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے تو اس کی وجہ سے وہ جہنم کے ایسے گڑھے میں جا گرتا ہے جس کا فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلے سے بھی زیادہ ہے۔

یاد رکھیں جھوٹ والی بات کی وجہ سے لوگ تو ہنس پڑتے ہیں لیکن حدیث پاک کے مطابق اللہ کے ملائکہ اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے میلوں دور چلے جاتے ہیں۔

بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس معاملے میں بہت اصلاح فرمایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، میری والدہ نے مجھے بلایا اور کہا کہ آؤ میں تمہیں ایک چیز دیتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری والدہ سے پوچھا کہ بچے کو کیا دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ کھجور۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کو بلاتی اور کچھ نہ دیتی تو تمہارے نامہ اعمال میں جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

مذکورہ بالا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آپ خود اندازہ لگائیں بھلا ہمارے دین اور ہماری شریعت میں اپریل فول جیسی غیر اسلامی، غیر اخلاقی اور غیر فطری رسم کی کیا کچھ گنجائش بھی نکلتی ہے؟ جھوٹ کو ایک رسم کے طور پر منانا سوائے جہالت اور نادانی کے اور کیا ہو سکتا ہے؟